اذانِ بلال

یہ چمن نہیں ہے مرا چمن کہ گلوں سے رنگ وفا گیا
سرِ عاشقی جو نہیں رہا تو حواس و ہوش و خرد کہاں
مرا سر گیا مری جان گئی مرے ہاتھ سے مرا دل گیا
کبھی وصل اُس کا جو ہو گیا تو تمام وقت یہ سوچنا
یہ سنور سنور کے نکھارنا یہ بنا بنا کہ بگاڑنا
ہیں یہ جان جلوے سبھی ترے کوئی خار ہے کوئی گل بنا
ہے عمل بشر کا کہ بھول کر بھی خدا کو یاد نہ کر سکا
مرے حال دل کی نہ بات کر نہ شیخ سمجھے گا راز یہ
کوئی کام خود سے اگر کرو تو ادب کہاں ہے رسول کا
وہ جو شجرِ طوبیٰ نشین ہیں اُنھیں اسکی فکر ہو کس لئے
وہ احد احد کی صدا ترے منہ سے نکلی؟ کبھی نہیں

یہ زمین نہیں ہے مری زمین کہ دلوں سے خوف خدا گیا
یہ فضاء نہیں ہے مری فضاء کہ وہ شوخ رنگ حناء گیا
یہ خمار عشق ہے دوستو جہاں جو ملا وہ گیا گیا
کہ یہ دو گھڑی کا تو ساتھ ہے ابھی دیکھنا کہ چلا گیا
کوئی کیسے سمجھے تری ادا کہ مٹا گیا یا بنا گیا
کوئی چُھ گیا تو ہنسا گیا کوئی کِھل گیا تو رُلا گیا
جسے رُو بقبلہ کیا گیا جسے ذوق سجدہ دیا گیا
یہ فسانہ جا کے اُسے سنا جو دُوئی کا نقش مٹا گیا
وہ سنو جو تم کو سُنا دیا وہ کرو جو تم سے کہا گیا
کہ سروں پر ظل ہما رہا یا سروں سے ظل ہما گیا
وہ اذان اور ہے شیخ جی جو بلال ہم کو سنا گیا

یہ اشعار حضرت مرزا رفیع احمد صاحب نے ۱۹۸۴ء میں اذان پر پابندی لگائے جانے پر کہے۔